SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, March 19, 2010

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at fifty six minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ ٱللهِ ٱلرَّحْمٰنِ ٱلرَّحِيْمِ

إِنَّ ٱلَّذِينَ يُحَآدُّونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓ أُوْلَـٰٓئِكَ فِى ٱلْأَذَلِّينَ (٢٠) كَتَبَ ٱللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا۠ وَرُسُلِىٓ ۚ إِنَّ
ٱللَّهَ قَوِىٌّ عَزِيزٌ (٢١) لَّا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْـَٔاخِرِ يُوَآدُّونَ مَنْ حَآدَّ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَلَوْ
كَانُوٓا۟ ءَابَآءَهُمْ أَوْ أَبْنَآءَهُمْ أَوْ إِخْوَٰنَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُوْلَـٰٓئِكَ كَتَبَ فِى قُلُوبِهِمُ ٱلْإِيمَـٰنَ وَأَيَّدَهُم
بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّـٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَـٰرُ خَـٰلِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِىَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا۟
عَنْهُ ۚ أُوْلَـٰٓئِكَ حِزْبُ ٱللَّهِ ۚ أَلَآ إِنَّ حِزْبَ ٱللَّهِ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ (٢٢)

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذلیل لوگوں میں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ میں غالب رہوں گا اور میرے رسول غالب رہیں گے بے شک اللہ تعالیٰ صاحب قوت و غالب ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہیں آپؐ کبھی نہیں دیکھیں گے کہ وہ ایسے سے دوستی کا تعلق رکھیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا مخالف ہو خواہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا رشتے دار ہی کیوں نہ ہوں یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان کو لازم کردیا ہے اور اپنی روح سے ان کی تائید کرتا ہے اور انہیں ایسی جنتوں میں جگہ دے گا جن میں نہریں

چلتی ہوں گی ان میں ہمیشہ رہا کریں گے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کا گروہ ہیں یاد رکھو اللہ کے گروہ کے لوگ ہی کامیاب ہیں۔

(سورۃُ المجادلہ آیات 20 تا 22)

Panel of Presiding Officers

Mr. Chairman: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Panel of the Presiding Officers.

In pursuance of the sub-rule (1) of Rule 14 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988, I nominate the following members in order of precedence to form a Panel of Presiding Officers for the 59th Session of the Senate of Pakistan:-

1. Senator Gul Muhammad Lot
2. Senator Molana Abdul Ghafoor Haideri
3. Senator Mushahid Ullah Khan

بخاری صاحب! پہلے Question Hour کے suspension کا motion دے دیں کیونکہ آج وقفہ سوالات نہیں ہے۔

Motion for Suspension of Question Hour

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari (Leader of the House): Thank you Mr. Chairman. I beg to move that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988, the requirement of Rule 38 of the said Rule regarding Question Hour be dispensed with.

Mr. Chairman: It has been moved that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988, the requirement of Rule 38 of the said Rule regarding Question Hour be dispensed with.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The Motion was carried unanimously. Leave application لے لیتے ہیں۔

Leave of Absence

جناب چیئرمین: سینیٹر عدنان خان صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 58th Session کے دوران مورخہ 01-03-2010 کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر چوہدری شجاعت حسین صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 58th Session کے دوران مورخہ 25th February, to 01st March, 2010 اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر محمد کاظم صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 19th March, 2010 کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر عبدالنبی بنگش صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 19th and 22nd March, 2010 کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر سیمیں صدیقی صاحبہ نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 19th March, 2010 کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر ہمایوں خان صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 19th March, 2010 کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: مخدوم شاہ محمود قریشی صاحب، وزیر خارجہ نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے کی وجہ سے ملک سے باہر ہیں اس لیے مورخہ 19th March, to 29th March 2010 اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ سینیٹر لشکری رئیسانی صاحب۔ اس کے بعد Points of Order لیں گے۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! اس وقت کوئی بھی وزیر موجود نہیں ہے۔ آپ دیکھیں کہ سینیٹ کے ساتھ کیا ہو رہا ہے کہ وزیر اعظم تو دور کی بات ہے کہ وہ آئیں، اجلاس شروع ہو چکا ہے، تمام ممبران بیٹھے ہوئے ہیں، اہم معاملات پر بات ہو سکتی ہے جبکہ اس وقت کوئی بھی وزیر یہاں پر موجود نہیں ہے۔ آپ نے کتنی مرتبہ rulings دی ہیں لیکن اس پر عمل نہیں ہو رہا ہے۔ وہ لوگ سینیٹ کو bypass کر رہے ہیں، اگر یہاں پر کوئی وزیر نظر نہیں آئے گا تو میرے خیال میں ہمارا یہاں پر بیٹھنا اور قوم کا پیسہ خرچ کرنا غلط بات ہے۔

جناب چیئرمین: جی بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب چیئرمین! انہوں نے کہا کہ ایک بھی وزیر موجود نہیں ہے جبکہ یہاں پر تہمیم صاحب تشریف رکھتے ہیں۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: دو وفاقی وزراء تو موجود ہیں۔

Now we take Item No. 2, Senator Lashkari Sahib may move Item No. 2.

Laying of Report

Senator Nawabzada Mir Haji Lashkari Raisani: Sir, I beg to move the report of the Senate Standing Committee on

Water & Power on its visit to Ghorabari, Indus Delta (District Thatta), Sindh.

Mr. Chairman: Report stands presented. Legislative Business

لے لیتے ہیں، وزیر صاحبہ کدھر ہیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب چیئرمین! قومی اسمبلی کا اجلاس بھی ہو رہا ہے۔

Mr. Chairman: No, but she should be here.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: She should be here, I conveyed her earlier.

جناب چیئرمین: پھر آپ motion move کر دیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب چیئرمین! آپ میری گزارش سن لیں۔

جناب چیئرمین: جی، جی۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: گزارش یہ ہے کہ she would explain the objects and reasons of the Bill اور اس کے بعد take up کرنا ہے۔ میں ان کو بلوا لیتا ہوں۔

Mr. Chairman: You want me to wait for her. This is very unfair Shah Sahib.

سینیٹر وسیم سجاد (قائد حزب اختلاف): جناب چیئرمین! چونکہ صحافی حضرات بھی بیٹھے ہیں ۔ اس Bill کے بارے میں وہ چیز اپنی جگہ اہم ہے لیکن یہ ایک اور لحاظ سے بھی اہم ہے کہ اس کے بہت سے ramifications ہیں، اس کے بہت سے consequences ہیں جن پر تفصیل کے ساتھ بات کرنے کی ضرورت ہے۔ جس طرح آج طے ہوا تھا کہ یہ پیش ہو جائے گا۔ مجھے امید ہے کہ وزیر صاحبہ اس بارے میں تفصیل بیان کریں گی تاکہ سب لوگوں کو پتا چل جائے کہ کیا ہو رہا ہے اور کس طریقے سے ہو رہا ہے؟ اس کے بعد جس طرح طے ہوا تھا کہ سوموار کو۔۔۔

جناب چیئرمین: جی ایسے ہی کریں گے۔

سینیٹر وسیم سجاد: اس دوران جناب نے ہمیں اجازت دی ہے کیونکہ ہم Constitutional Committee کے کام میں مصروف ہیں اور وہاں پر ہمیں جانا ہوگا تاکہ وہ کام بھی پایہ تکمیل تک پہنچایا جاسکے۔

جناب چیئرمین: آپ Constitutional Committee میں جائیں، ہم آپ کو ادھر جانے سے نہیں روکتے۔ Let the Bill be laid جو بھی حاضر ممبران اس پر بولنا چاہتے ہیں وہ بول لیں، نہیں تو پھر میں اس کو سوموار تک defer کردوں گا تاکہ دوسرے ممبران جو Constitutional Committee کی meeting میں جانا چاہتے ہیں، وہ سوموار کو اپنی تقریریں کرلیں گے۔

سینیٹر وسیم سجاد: اس دوران اگر حکومت خود اس کو دیکھ لے کہ اس کی کوئی اصلاح ہوسکتی ہے۔ پارلیمنٹ کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اگر کوئی چیز سامنے نظر میں لائی جائے اور اس کو حکومت بھی سمجھے کہ اس میں اصلاح ہوسکتی ہے تو وہ بہتر طریقہ کار ہوگا۔ وزیر صاحبہ اور بخاری صاحب تو ہمارے بہت اچھے وکیل بھی ہیں وہ ان چیزوں کو سمجھتے ہیں، ان سے بھی درخواست کروں گا کہ اس دوران جو وقت ہمیں مل گیا ہے، اس کو تفصیل سے دیکھ لیں۔ اگر بہتری کی کوئی گنجائش ہے تو اس پر ضرور غور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی ٹھیک ہے۔ Points of Order لے لیتے ہیں۔ بخاری صاحب آپ وزیر صاحبہ کو بلالیں۔ جی حاجی عدیل صاحب کیونکہ آپ نے Constitutional Committee کی meeting میں بھی جانا ہے۔

Points of Order

Difficulties faced by Pakhtoon Community regarding NIC in Punjab and Sindh Provinces

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اجازت دی۔ ایک اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ چاہوں گا۔ میں پچھلے اجلاسوں میں بھی یہ بات کہہ چکا ہوں کہ پشتو بولنے والے پختونوں کے ساتھ کراچی، سندھ، لاہور، اسلام آباد ہر جگہ زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ اخباری اطلاعات کے مطابق پنجاب میں اس قدر زیادتیاں ہو رہی ہیں، مجھے راولپنڈی سے، گوجرانوالا سے، لاہور

سے اطلاعات ملی ہیں کہ پشتو بولنا جرم ہے۔ وہاں کی پولیس یہ کہتی ہے کہ پشتو بولنے والے دہشت گرد ہیں، جو آدمی پشتو بولتا ہے اس کے لیے کسی اور ثبوت کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ دہشت گرد نہیں ہے۔

جناب والا! میں اخبار سے پڑھ کر آپ کو سناؤں گا کہ لاہور میں پختونوں پر عرصہ حیات تنگ کرنا شروع کر دیا گیا، ان کو مجبور کیا گیا کہ وہ نقل مکانی کریں۔ خود کش دھماکوں کے بعد لاہور پولیس نے مزدوری کی غرض سے آنے والے پختونوں کی پکڑ دھکڑ شروع کر دی ہے۔ پوچھ گچھ کے بہانے ان پر تشدد کیا جاتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم دہشت گردی کے خلاف اپریشن کر رہے ہیں۔ پختونوں کی جھونپڑیوں کو جلایا جاتا ہے، وہاں سے سامان نکالا جاتا ہے، ان سے کہا جاتا ہے کہ یا تو اپنے علاقے میں واپس چلے جاؤ یا پھر جیل جانے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ پختونوں کی بڑی تعداد کو شہر چھوڑنے کی شرط پر معافی دی گئی۔ پنجاب میں پختونوں کی زندگی اجیرن کر دی گئی ہے، یہاں تک کہ پشاور سے پنجاب جانے والے تاجروں کو بھی وہاں کی پولیس تنگ کرتی ہے۔ جن گاڑیوں پر پشاور یا ہمارے صوبے کا نمبر ہوتا ہے، ان گاڑیوں کو اسلام آباد میں بھی روکا جاتا ہے اور پنجاب میں بھی روکا جاتا ہے۔ جو تاجر وہاں پر خریداری کے لیے جاتے ہیں جب وہ واپس آتے ہیں تو ان کو روکا جاتا ہے، یہ بہت بڑی report ہے۔

جناب چیئرمین! کیا پنجاب پاکستان کا حصہ نہیں ہے؟ کراچی میں ہمیں مارا جاتا ہے، ادھر طالبان ہمیں مارتے ہیں، ڈرون حملے ہم پر ہوتے ہیں۔ اب پنجاب میں ہماری زندگیوں کو تنگ کیا جا رہا ہے۔ ہمارے شناختی کارڈ نہیں بنتے ہیں۔ حسن ابدال سے پختونوں کے وفد آئے ہیں کہ جی ہم شناختی کارڈ بنانے جاتے ہیں تو وہ بناتے نہیں ہیں حالانکہ ان کے پاس آج سے چالیس سال پرانے citizen certificates بھی ہیں کہ یہ فلاں فلاں، یہاں رہتے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی ان کے شناختی کارڈ نہیں بنتے۔ یہاں پختونوں کو اسلام آباد اور راولپنڈی میں گرفتار کیا گیا ہے اور انہیں دہشت گرد قرار دیا گیا ہے۔ اب لاہور میں یہ ہو رہا ہے۔ کل قومی اسمبلی میں اس پر بحث ہوئی تھی۔

جناب چیئرمین! ہم کہاں جائیں؟ ہم پاکستان کو چھوڑ کر کہاں جائیں۔ ہمارا تو کوئی دوسرا ملک نہیں ہے۔ ایک ملک پاکستان ہے اور دوسرا افغانستان ہمارا ملک ہے۔ افغانستان میں بھی آگ لگی ہوئی ہے اور پاکستان کی زمین بھی ہمارے لیے تنگ کی جا رہی ہے۔ میں نے points of order پر بات کر دی ہے۔ Rules کہتے ہیں کہ کوئی جواب دے یا نہ دے مرضی ان کی۔ اس طرح تو بات نہیں بنے گی۔ اگر میری تسلی نہیں کرائی جائے گی اور پختونوں کے اس مسئلے کو حل نہیں کیا جائے گا تو اس صورت میں مجھے پھر نہ سینیٹ میں دلچسپی ہے نہ اسلام آباد میں دلچسپی ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، .Thank you پروفیسر خورشید صاحب۔ باری باری سب کو لے لیں گے، فکر نہ کیجئے۔ جنہوں نے Constitution Committee میں جانا ہے ان کے points of order پہلے لیں گے باقی بعد میں۔ جی۔

Agitation against the increase of transport fares in Islamabad

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بہت شکریہ جناب چیئرمین، میں اپنے point of order سے پہلے آپ کی اجازت سے یہ بات ضرور کہوں گا کہ جس مسئلے کی طرف حاجی صاحب نے متوجہ کیا ہے، ہماری پارلیمانی کمیٹی کی meeting میں بھی یہ مسئلہ ہمارے سامنے آیا تھا اور میرا خیال یہ ہے کہ آپ Leader of the House کو متوجہ کریں کہ وہ اس معاملے میں ضروری تحقیقات کر کے تمام تفصیلات ہاؤس کے سامنے پیش کریں۔آپ نے کل یہ خبر بھی پڑھی ہو گی کہ ایک تھانے کو جلا دیا گیا ہے۔

میں جس point کو آپ کے توسط سے حکومت اور قوم کے سامنے لانا چاہتا ہوں وہ کل کا وہ واقعہ ہے جو بارہ کھو اور زیرو پوائنٹ پر ہوا ہے۔ جناب والا! میں آپ کو یاد دلاؤں گا کہ بارہ فروری آج سے ایک ماہ سے زیادہ پہلے میں نے اور میرے ساتھیوں نے Call Attention Notice میں اسی مسئلہ کو سامنے رکھا تھا کہ دیکھئے یہاں لاوا پک رہا ہے۔ جس طرح پٹرول اور گیس کی قیمتیں بڑھائی جا رہی ہیں، اس کے نتیجے میں transporters نے کرائے بڑھا دیئے ہیں۔ ایک عام آدمی کے لیے یہ ناممکن ہو گیا ہے کہ وہ کہیں سفر کر کے جائے۔ جو کرایہ پہلے دس روپے تھا وہ اب بیس روپے ہے، تیس روپے ہے۔ یہ لاوا پک رہا تھا، اس پر برابر احتجاج ہو رہا تھا لیکن پورا ایک مہینہ گزر گیا اور اس حکومت نے ، administration نے کوئی اقدام نہیں کیا حتیٰ کہ کل یہ صورت حال پیدا ہوئی اور اس کے بعد پھر بے دردی کے ساتھ طلباء کو مارا گیا ہے، گولی چلائی گئی ہے، گیس کی shelling ہوئی ہے، لاٹھی چارج ہوا ہے، گرفتاریاں ہوئی ہیں اور سولہ سترہ گھنٹے تک مری روڈ بند رہی ہے۔ آبپارہ میں واقعات ہوئے ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ حکومت ان تمام معاملات کو اتنی سہل انگاری سے کیوں لے رہی ہے؟ کیا اسے نظر نہیں آرہا کہ عوام کس طرف جا رہے ہیں؟ اگر اس طرح لاقانونیت پروان چڑھے گی اور پورے ملک میں یہ صورت پیدا ہو رہی ہے کہ اگر لوگوں کو انصاف نہیں ملتا تو پھر وہ قانون اپنے ہاتھ میں لیتے

ہیں۔ آپ نے کل یہ خبر بھی پڑھی ہو گی کہ ایک تھانے کو جلا دیا گیا ہے۔ اس سے پہلے یہ واقعہ ہوا کہ ایک ڈاکو کو لوگوں نے خود مارنے کی کوشش کی۔ ہم کہاں جا رہے ہیں؟ جناب والا! یہ بڑا serious مسئلہ ہے۔ میں چاہوں گا کہ وزیر داخلہ صاحب تشریف لائیں۔ تمام حقائق قوم کے سامنے رکھیں، اپنا رویہ بدلیں۔ انہیں بیان دینے کا شوق ہے اور ہر بیان میں وہ کوئی نہ کوئی نیا دعویٰ کر دیتے ہیں جبکہ حقائق بالکل اس کے برعکس ہیں۔ یہ بڑی سنجیدہ صورت حال ہے۔ میں چاہوں گا کہ آپ اور حکومت اس مسئلے کے بارے میں بروقت انتظام کریں ورنہ مجھے ڈر ہے کہ حالات آپ کی گرفت سے نکل سکتے ہیں۔ آپ complacency چھوڑیئے اور دیکھئے کہ اس ملک میں جو آگ لگی ہوئی ہے، اسے بجھائیں۔ لوگوں کی مشکلات کو حل کریں۔ ایوان صدر اور ایوان وزیر اعظم میں وہ جس طرح بیٹھے ہوئے ہیں، میں بڑے دکھ سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ وہ بنکر بن گئے ہیں۔ وہاں سے نکل کر عوام کے حالات کو دیکھیں۔ فوراً کوئی اقدام کیجئے محض تقاریر اور بڑھکوں سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ Thank you.

جناب چیئرمین: جی، مندوخیل صاحب۔ میں Constitution Committee والوں کو پہلے ٹائم دے دوں پھر آپ کو وقت دوں گا۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: بڑی مہربانی جناب، آپ نے موقع دیا مجھے point of order پر بات کرنے کا۔ جناب چیئرمین، اصل میں یہ مسئلہ جو حاجی عدیل صاحب نے بیان کیا، ہمارے پاس یہ اطلاعات ہیں کہ پنجاب پولیس پختونوں کو تنگ کر رہی ہے حتیٰ کہ ان سے دستخط لیے جا رہے ہیں، باقاعدہ ضمانت لی جا رہی ہے اور ضامن مانگتے ہیں وہ۔ یہ مشکلات ہیں۔ اس کے بارے میں، میں آج صبح Independent Opposition Group کی meeting میں یہ بات اپنے honourable members کے نوٹس میں لایا۔ اس میں راجہ ظفرالحق، پروفیسر خورشید صاحب، ڈاکٹر عبدالمالک صاحب اور اسحاق ڈار صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ اسحاق ڈار نے پنجاب کے چیف سیکریٹری، کھوسہ صاحب کو ring کیا اور ان سے اس چیز کا نوٹس لینے کو کہا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے ایسے فارم یا ایسی کوئی چیزیں نہیں بنائی ہیں نہ لوگوں کو ہم ان باتوں کے بارے میں تنگ کرتے ہیں۔ بہر صورت اس چیز کا نوٹس آئی جی تک نے لیا۔ اب چیف سیکرٹری نے جواب دیا ہے کہ میں اس بارے میں کارروائی کروں گا اور صحیح معلومات حاصل کروں گا۔ ہمیں کہا ہے کہ اس بارے میں کسی specific case کی اطلاع دیں۔ بہر صورت ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مجموعی طور پر کوئی غیر قانونی

کام ہمارے عوام کے خلاف نہیں ہونا چاہیے۔ کوئی بھی پاکستانی citizen ہے وہ جہاں چاہے جا سکتا ہے، بیٹھ سکتا ہے، کاروبار کر سکتا ہے۔ اس بارے میں پولیس کوئی ایسی کارروائی نہیں کر سکتی کہ ان سے ضمانت لے یا فارم پر دستخط کروائے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ مزید نوٹس لیا جائے، پنجاب حکومت اس کا نوٹس لے اور ہمارے لوگوں کو تنگ نہ کیا جائے۔ پاکستانی شہری، پشتون جہاں بھی ہیں ان کو تنگ نہ کیا جائے۔ البتہ particularly اگر کوئی واقعی criminal ہو یا کسی کے خلاف کوئی evidence ہو تو اس کی investigation ہونی چاہیے۔ اس میں ہم کوئی رکاوٹ ڈالنا نہیں چاہتے لیکن غیر قانونی طور پر عوام کو تنگ کرنے کی کوئی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ مہربانی جناب۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی، شاہ صاحب، آپ ذرا اس پر کچھ فرما دیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: حاجی عدیل صاحب اور مندوخیل صاحب نے جو فرمایا ہے ان کے concerns Provincial governments کو convey کیے جائیں گے۔

جناب چیئرمین: Next week اس کے بارے میں رپورٹ تیار کر کے ذرا House کو apprise کیجئے گا جو انہوں نے خدشات ظاہر کیے ہیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: دوسری بات جناب! جو بارہ کہو میں incident ہوا اور اس کے بعد پھر آبپارہ میں بھی ہوا اس پر Government has already taken the action against the people responsible for it. اس کے لیے ایک inquiry committee بنا دی گئی ہے۔

یہ جو کرائے بڑھائے گئے تھے primarily میں سمجھتا ہوں جو پنجاب حکومت نے کرائے بڑھائے تھے اس کو Islamabad administration نے follow کیا ہے۔ یہاں پر وہ withdraw کر لیے گئے ہیں جیسے کل Interior Minister نے کہا ہے لیکن اس سارے incident کے جو responsible ہیں. they will be taken to the task, I assure this House.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، .Thank you وسیم سجاد صاحب۔

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! اس واقعے کو صرف law and order یا انکوائری کرنے کے مسئلے کے طور پر نہ لیا جائے بلکہ ایک بہت بڑا مسئلہ یہ ہے کہ لوگ مہنگائی سے تنگ آ کر احتجاج کی طرف جا رہے ہیں اور یہ مہنگائی کل تو اس طرح نظر آئی کہ transport کے کرائے بڑھ گئے ہیں جس

پنجاب میں مہنگائی ہو رہی ہے۔ پنجاب میں بھی مشکلات ہیں۔ وہاں پر بھی بڑھ گئے ہیں۔ justification کی یہ ہے کہ پنجاب میں بھی بڑھ گئے ہیں۔ یہ جناب، آٹا مہنگا ہو رہا ہے اور لوگوں کی دسترس سے باہر ہو رہا ہے۔ بجلی، ایک طرف تو آتی نہیں جبکہ بل زیادہ آرہے ہیں۔ مجھے یہ منطق سمجھ نہیں آرہی کہ جب بجلی ہے ہی نہیں، دس دس گھنٹے لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے تو بل کیوں زیادہ آرہے ہیں؟ سردی جب ہوتی ہے تو گیس کی لوڈشیڈنگ شروع ہو جاتی ہے اور ہمیں کہا جاتا ہے کہ گرمیوں میں آپ کو گیس دیں گے۔ جناب والا، یہ کیا ہو رہا ہے؟ بجلی مہنگی، گیس مہنگی، آٹا مہنگا، تیل مہنگا، دودھ مہنگا، بچوں کی چیزیں مہنگی، اب یہ عوام کہاں جائیں؟ میں دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہی صورت حال رہی --- اور اس کو اس طرح نہیں لینا کہ یہ law and order کا مسئلہ ہے، ہم انکوائری کر رہے ہیں یا کریں گے۔ جناب، اصل مسئلہ مہنگائی ہے۔ اصل مسئلہ policies کا ہے۔ ہر طرف ایک مصیبت ہے اور لوگوں کے سامنے اندھیرا ہے۔ کسی طرف کوئی روشنی نظر نہیں آرہی ہے۔ مہربانی کر کے حکومت کو چاہیے کہ وہ ان مسائل کی طرف توجہ دے اور ان کو بے جا اور فروعی چیزوں پر وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ اصل مسائل کی طرف توجہ دینا چاہیے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، شاہد بگٹی صاحب۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ آج صبح Business Advisory Committee کی meeting ہوئی جس کو آپ Chair کر رہے تھے اس میں آج اور اس کے بعد جتنا سینیٹ کا business چلنا ہے، اس حوالے سے تمام امور طے پا گئے۔ اس میں یہ بھی طے پایا تھا کہ آج جب ہم سینیٹ میں آئیں گے تو legislative business لیا جائے گا، اس کے بعد points of order لیے جائیں گے لیکن بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ متعلقہ وزیر صاحب جنہوں نے اس Bill کو یہاں پیش کرنا تھا اس کی غیر موجودگی کی وجہ سے آپ کو اس sequence کو تبدیل کرنا پڑا۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ رویہ سینیٹ کو hostage کرنے کے مترادف ہے لیکن بات یہ ہے کہ آپ اس ایوان کے custodian ہیں---

جناب چیئرمین: وزیر صاحب آگئے ہیں۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب والا! بات تو سن لیں۔ گزارش یہ ہے کہ آپ اس ایوان کے custodian ہیں، سینیٹ کو Upper House قرار دیا جاتا ہے لیکن یہاں پر افسوس کی بات یہ ہے کہ Ministers کے رویوں کی وجہ سے ہمیں business pattern change کرنا پڑتا ہے جو

بہت ہی نامناسب بات ہے۔ لہذا میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آج کو ایک exception قرار دینے کے بعد آئندہ اگر ایسا ہو تو آپ برائے مہربانی، کیونکہ آپ نے اور ہم نے خود مل کر اپنی حیثیت منوانی ہو گی۔ اگر کوئی اور عزت نہیں دیتا تو ہمیں اپنا stature اور اپنی عزت خود منوانی ہو گی۔ لہذا آپ سے ہماری درخواست ہے کہ اگر آئندہ کوئی ایسا واقعہ ہو تو strict strictures pass کریں۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب والا! ہم منسٹر صاحبہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ آج اپنا Bill lay نہ کریں۔ اگر وہ کرتی ہیں تو ضرور کریں، ہم اس ایوان میں نہیں بیٹھیں گے۔

Mr. Chairman: Minister Sahiba.

Ms. Hina Rabbani Khar (Minister of State for Economic Affairs): I have been in the Parliament since 10 a.m sir. I had a rota day in the National Assembly. There I was sitting, as soon as I got a slip that this was coming up over here, I came immediately. So, there is no driving home, the point that this House should be taken seriously, this House is absolutely taken seriously and I think, we should do justice to our business but we can't be unfortunately, present in both Houses at the same time.

Mr. Chairman: I understand your point. Dr. Malik Sahib.

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب والا! آپ کی توجہ میں ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ میں پچھلے تین، چار دنوں میں Ormara Cantonment Board گیا تھا۔ وہاں ایک Naval base بنی ہے، لوگوں نے کچھ نہیں کہا۔ اب اس base کو بنیاد بنا کر، جی ایچ کیو والے بھی دس کلو میٹر پر ہوں گے یا اس سے کم ہوں گے یا اس سے زیادہ ہوں گے۔ جناب والا! Ormara Cantonment Board نے دو سو سے تین سو کلو میٹر پر اپنی باڑ لگائی ہے۔ آپ کو اپنی strategical importance کے لیے زمین چاہیے وہ آپ نے لے لی ہے۔ تمام Ormara سب ڈویژن کو خالی کیا جا رہا ہے، میں بخاری صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ ہمیں اس مسئلے پر مطمئن کریں کہ Ormara

پہاڑ سے لے کر God knows, کی لمبائی تین سو کلو میٹر ہے اور چوڑائی Cantonment Board سمندر تک ہے، کیا یہ Cantonment Board ہے یا یہ ہمارا علاقہ ہڑپ کرنے اور ہم بلوچوں کو برباد کرنے کے لیے یہ کیا جارہا ہے۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ مجھے اس issue پر مطمئن کریں۔ ہمارے لوگ اس پر مطمئن نہیں ہیں ورنہ ہم Cantonment Board کے خلاف اتنی بڑی تحریک چلائیں گے کہ آپ لوگ کہیں گے کہ آپ باغیانہ ذہن رکھتے ہیں۔ لہٰذا میری گزارش ہے کہ حکومت سے پوچھیں اور ہمیں اس سلسلے میں مطمئن کیا جائے۔

جناب چیئرمین: بخاری صاحب۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, he should have given a calling attention notice and you would have asked the Defense Minister to be present in the House and he could make a statement on that. I would convey the sentiments of the honourable Senator but presently what I want is this that he should bring the calling attention notice on this matter and we would ask the concerned Minister to explain the position on it.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے؛ ڈاکٹر عبدالمالک صاحب! آپ calling attention notice دے دیجیے۔ مشہدی صاحب۔

Load Shedding in Karachi

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, my point of order is regarding an issue of national importance. I have often brought up on the floor of this House and often the honourable Minister for Water and Power has also replied and made the false promises and the promises have never been kept. He kept on promising that the electricity position will improve but especially with regard to Karachi, it has deteriorated in the last two years to such an extent

کہ لوگ اب بالکل تنگ آگئے ہیں۔ ہمارے بزرگ، عورتیں، بچے ایک بہت ہی تنگ قسم کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہمارے ہسپتال بھی generators پر function کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے۔ Our educational institutions are suffering لیکن سب سے زیادہ جو ہماری industry ہے which feeds the whole of Pakistan وہ بند ہو رہی ہے۔مگر سب سے رونے والی بات یہ ہے کہ KESCایک ایسی carpetbagger organization ہے جو صرف لوٹنے اور inflated bills دینے آئے ہیں اور کراچی کی زندگی کو تباہ کرنے کے لیے آئے ہیں اور انہوں نے ایک دھیلہ invest نہیں کیا

Now, audacity of the whole thing is that they say that they do not have money to purchase furnace oil and without furnace oil how will they run their generators. And then, the honourable Minister has very graciously told this suffering and humiliated the nation that

ہماری لوڈشیڈنگ زیادہ ہو گی، کم نہیں ہو گی۔

In the coming months, it is going to be more. My point of order is this

کہ کب ہمارے کراچی کے لوگوں کو کوئی نہ کوئی relief ملے گی؟ کب KESC پر کوئی proper action لیا جائے گا؟

When our Ministry of Water and Power will really start functioning to provide the electricity, which they are supposed to provide rather than the darkness that they are providing.

اب ہمارے پورے ملک میں، پندرہ گھنٹے rural areas میں اور دس گھنٹے urban areas میں آج لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے۔اگر آج یہ حالت ہے تو coming months میں اتنی زیادہ بری حالت ہو گی کہ آپ دیکھ رہے ہیں لوگ گلیوں میں آرہے ہیں اور law enforcing agencies لوگوں کو مار رہی ہیں، اس سے زیادہ ہو گا۔ اب وقت آگیا ہے کہ they should stop making false promises اور بچوں کی کہانیاں ہمیں بتانا بند کریں اور کراچی اور پورے پاکستان کے عوام کو بجلی دیں۔ پہلے بجلی تھی، پہلے یہ بجلی دیتے رہے ہیں۔ ان دو سال میں یہ ساری کی ساری تباہی آئی ہے

and it is only because of bad management.

جناب چیئرمین: ڈاکٹر عباسی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب والا! میرے دو points of order ہیں۔ پہلے تو میں مشہدی صاحب کی آواز میں آواز ملانا چاہوں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی حکومت کے لیے دو سال بہت لمبا عرصہ ہوتا ہے اور خصوصاً پاکستان پیپلز پارٹی کے لیے، کیونکہ ہم اس crisis سے پہلے بھی گزر چکے ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ 1992 میں پاکستان میں اسی قسم کی لوڈ شیڈنگ کی صورت حال تھی ۔ پاکستان میں یہی اٹھارہ، اٹھارہ گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ ہوتی تھی لیکن جب 1993 کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت بنی تو باقاعدہ ایک power policy کا اعلان کیا گیا اور power policy کے تحت لوڈ شیڈنگ کو بالکل ختم کر دیا گیا۔ پاکستان میں by the end of 1996 کوئی لوڈ شیڈنگ نہیں ہوتی تھی۔ تو پچھلے experiences کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مجھے ابھی تک یہ سمجھ نہیں آرہی کہ کراچی کا issue اپنی جگہ ضرور ہے، کراچی میں اس وقت صورت حال اتنی بھیانک اور خوفناک ہے کہ مجھے پھر نظر آرہا ہے کہ گزشتہ سال جس طرح کراچی میں general riots ہوئے تھے، ہم دوبارہ تیزی سے اس طرف جا رہے ہیں۔ بنیادی طور پر مجھے ابھی تک یہ سمجھ نہیں آرہی کہ حکومت کی پالیسی کیا ہے اور کس طرح سے حکومت اس کو cover کرنا چاہتی ہے؟ آپ کے پاس تین resources ہیں، ایک hydel ہے، دوسرا gas اور تیسرا furnace oil ہے۔ کس چیز کو لے کر آپ آگے چلنا چاہتے ہیں؟ آپ نے rental power کا concept دیا، اس سے آپ back track کر گئے۔ اچھا تھا یا برا تھا، وہ ایک الگ کہانی ہے اس پر debate ہو سکتی ہے لیکن اس وقت بنیادی طور پر پاکستان میں اور سندھ کے خاص علاقوں میں سولہ، سولہ اور اٹھارہ، اٹھارہ گھنٹوں کی لوڈ شیڈنگ ہے۔ اب تو یہ صورت حال بن چکی ہے کہ اس وقت KESC کی جو نااہلیاں ہیں وہ اپنی جگہ قائم ہیں اور اس حد تک معاملہ چلا گیا ہے کہ Bin Qasim کا 600 MW Project بند پڑا ہوا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کو چلانے کے لیے furnace oil نہیں ہے۔ جب furnace oil نہیں ہے، گیس نہیں ہے، پانی کا ایک الگ مسئلہ ہے۔ مجھے یہ بات سمجھ نہیں آرہی ہے کہ دو سال گزرنے کے بعد اب کیا ہوگا۔ میں یہ چاہوں گا کہ وزیر صاحب آئیں اور آکر بتائیں کہ اب ان کی کیا پالیسی ہے کیونکہ دو سال میں جو انہوں نے وعدے کیے وہ پورے نہیں کر سکے۔ حکومت کی کیا پالیسی ہے اس issue پر۔ پاکستان میں بڑا serious energy crisis ہے، بڑا serious قسم کا debt crisis ہے۔ آپ کا fiscal deficit بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ آپ کے پاس پیسا نہیں بچا کہ آپ

PSO کے debts clear کر سکیں۔ کس طریقے سے آپ اس معاملے کو آگے لے کر چلیں گے۔ میں چاہوں گا کہ حکومت کا کوئی بندہ آئے اور آکر یہ بتائے کہ کس طریقے سے معاملات آگے چلیں گے۔ Because two years میں کوئی نہ کوئی پالیسی بن جانی چاہیے تھی۔ اگر دو سال کے بعد بھی کوئی پالیسی نہیں بن سکی تو اس کا solution کہاں سے نکلے گا۔ ایک طرف کراچی رو رہا ہے، interior Sindh رو رہا، پورا پاکستان رو رہا ہے، آئندہ آنے والے تین چار مہینوں میں کیا ہوگا۔ پھر جو کچھ کل ہوا ہے بھارہ کھو میں، میں چاہوں گا کہ حکومت اس کا notice لے۔ یہ ایک چھوٹا سا issue تھا transport fare کے حوالے سے۔ جس قسم کی مہنگائی اس وقت پاکستان میں موجود ہے، جس قسم کی load shedding ہمیں نظر آرہی ہے، میں آپ کو seriously بتا رہا ہوں کہ we are going towards the chaos. اگر اس chaos کو address کرنے کی کوشش نہ کی گئی تو آنے والے دنوں میں پاکستان میں serious anarchy دیکھ رہا ہوں اور میں حکومت کو یہ warning دینا چاہتا ہوں کہ اس chaos and anarchy کی طرف توجہ دیں اور ملک کے حالات بہتر کرنے کی کوشش کریں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جمال لغاری صاحب۔ آپ کو بھی وقت ملے گا۔ لوگوں نے پہلے نام دیے ہوئے ہیں۔ آپ کا نام بعد میں آیا۔ انہوں نے بہت پہلے اپنا نام دیا ہے اور یہ بار بار کھڑے ہو رہے تھے۔ مجھے تھوڑا سا انصاف کرنا پڑتا ہے۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: میں پارلیمانی لیڈر صاحب کو اپنا وقت دے سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین: چلیں ٹھیک ہے۔ جی گل نصیب صاحب۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں شکر گزار ہوں جمال لغاری صاحب کا کہ انہوں نے مجھے اپنا وقت دیا۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ مرکز میں پیپلز پارٹی اور اس کی اتحادی جماعتوں کی حکومت ہے اور دو سال کے طویل انتظار کے بعد آج ہمیں یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ مرکزی حکومت مسلسل اپنی اتحادی جماعتوں کو نظر انداز کر رہی ہے۔ انہی مسائل پر بات کرنے کے لیے وزیراعظم صاحب سے ملاقات کی درخواست کو بھی اب تک شرف قبولیت حاصل نہیں ہوا ہے۔

جناب چیئرمین! سوات، مالاکنڈ ڈویژن میں حالیہ آپریشن کے دوران ہونے والے واقعات کے نتیجے میں ہمارے جمعیت العلماء اسلام سے تعلق رکھنے والے تقریباً دو تین سو کارکن اب تک لاپتا ہیں، جیلوں میں ہیں اور ان کے بارے میں بات کرنے کے لیے ہم وزیراعظم سے ملاقات کے لیے بار بار درخواست کر رہے ہیں لیکن حکومت میں ہوتے ہوئے بھی ہمیں یہ شرف نہیں دیا جا رہا ہے۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ ان لوگوں کو عدالتوں کے سامنے نہیں لایا جا رہا ہے اور جب ہم ان لوگوں کے بارے میں ملاقات کرنا چاہتے ہیں تو اس میں بھی پذیرائی نہیں ہو رہی ہے اور جب ہم اس سلسلے میں مقامی انتظامیہ سے رابطے کرتے ہیں تو وہ بھی توجہ نہیں دے رہے ہیں۔

اسی طریقے سے جناب چیئرمین! بلوچستان کی حکومت میں شریک جمعیت العلماء اسلام کے ممبران نے تمام سیاسی جماعتوں کو اعتماد میں لیتے ہوئے صوبائی خودمختاری کے معاملے پر ایک متفقہ قرارداد پیش کرنے کی کوشش کی لیکن ہماری معلومات کے مطابق اس قرارداد کو بھی وزیراعظم صاحب کی مداخلت پر orders of the day سے نکال دیا گیا۔ اس پر ہماری جماعت باقاعدہ احتجاج میں ہے اور تقریباً دو سال سے جمعیت العلماء اسلام کا پارلیمانی گروپ وزیراعظم صاحب سے ان معاملات پر ملاقات کے لیے کئی مرتبہ درخواست کر چکا ہے لیکن اب تک کوئی شنوائی نہیں ہوئی ہے۔ لہذا ان مسائل کو دیکھتے ہوئے ہم واک آوٹ کرتے ہیں اور یہ بتلا دینا چاہتے ہیں کہ اگر حکومت کا رویہ یہ رہا تو ہم کسی بھی قانون سازی میں شریک نہیں ہوں گے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

(اس موقع پر سینیٹر مولانا گل نصیب خان اور ان کی جماعت کے سینیٹر حضرات نے ایوان سے واک آوٹ کیا۔)

جناب چیئرمین: تھوڑا سا wait کر لیجیئے کیونکہ حنا صاحبہ نے ایک Bill lay کرنا ہے۔ جی وزیر صاحبہ! آپ Bill lay کر دیجیئے۔

Because she has got to answer the questions in the National Assembly.

Legislation

Laying and Consideration of the Bill

[The Anti-Money Laundering Bill, 2010]

Ms. Hina Rabbani Khar: Sir, I beg to move that the Bill to provide for prevention of money laundering [The Anti-Money Laundering Bill, 2010] as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill to provide for prevention of money laundering [The Anti-Money Laundering Bill, 2010] as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once. Is it opposed?

(*No voices of opposition)*

Mr. Chairman: Not opposed. Those who want to speak in favour of the Bill please let me have their names.

محترمہ آپ پہلے ذرا details بتا دیجیئے۔

Ms. Hina Rabbani Khar: Thank you Mr. Chairman. As you know the history of this Bill within this House is concerned, this Bill has been considered by the Standing Committee on Finance of the Senate and was sent back to the House with unanimous approval. As far as the background is concerned, sir, the Financial Action Task Force and the Asian Pacific Group, in both the entities Pakistan is a member and which are responsible for monitoring compliance of Anti-Money Laundering or combating financing of terrorism. Within these institutions it was felt that Pakistan was not as compliant as it should be according to our existing Bill of 2007. Therefore, this new Bill was referred or introduced and the main objects or reasons of this Bill is; first of all to be able to have the AML (The Anti-Money Laundering) law's applicability in the area of

countering financing of terrorism which you can understand in the current context is the very very important area. Then for the expansion, in the list of predicate offences within the overall jurisdiction and then lastly for the modification of the definition of Money Laundering in line with, what is now internationally accepted standards. We saw recently that Pakistan's name came in within the international arena. So, within this context, I think it is extremely important that Pakistan now standout as an entity where internationally acceptable norms are put into force.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی پروفیسر ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: شکریہ جناب چیئرمین! جناب چیئرمین بل کمیٹی سے ہو کر آیا ہے اس لیے ہم اس کی حمایت کرتے ہیں کہ یہ پاس ہوجائے لیکن کمیٹی کا ایک point حکومت کی طرف سے ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اس کی یقین دہانی ہو۔ کمیٹی کی دوسری میٹنگ جو 24 فروری 2010 کو ہوئی ہے۔ اس وقت جو ہمارے پاس paper ہے اس کا 10 point ہے

After detail discussion the Committee observed in keeping the interest of Pakistan, it would recommend the passage of the Bill but the Government may in a period not exceeding one year bring about improvements in the proposed law in consultation with the said committee on Finance, Revenue, Economic Affairs, Statistics and Planning Development.

میری آپ کی وساطت سے حکومت سے گزارش ہوگی کہ اس بات کی یقین دہانی بھی کرا دی جائے اور اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ اس بل کو، اس قانون کو مزید improve کرنے کے لیے ایک سال کے اندر کمیٹی نے جو تجویز کیا ہے اس کے مطابق اقدامات کئے جائیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جی ہارون صاحب۔

سینیٹر ہارون خان: جناب چیئرمین! یہ بل ہماری کمیٹی میں آیا تھا

and I am the member of the Senate Standing Committee on Finance and Revenue

اور ہم نے اسی spirit میں کہ ہم سب کے لیے، سب سے اہم چیز national interest ہے اس پر serious detailed discussions ہوئی تھیں بلکہ دو دن تک ہوتی رہی تھیں۔ اس پر ہم نے flaws دیکھے تھے۔ اس لیے کہ یہ ordinance تھا اور international agencies جنہوں نے ہمیں ایک کیٹیگری میں رکھا ہوا ہے۔ اس میں یہ خطرہ تھا کہ یہ آرڈیننس ایکٹ میں تبدیل نہ ہوا تو ہماری کیٹیگری low کر دیں گے جس سے پاکستان کا interest affect ہو سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ letter of credit کھولنے کی problem ہو سکتی ہے۔ اس لیے کمیٹی نے with the condition that these amendments should be seriously looked in to اور اس بل کی improved version ایک سال کے اندر اندر لائی جائے گی ہم نے in the interest of Pakistan approve کیا ہے۔ وزیر صاحبہ نے اس پر commitment کی ہے

on that basis we do not oppose it today and we pass it in the interest of Pakistan.

سینیٹر محمد زاہد خان: کورم پورا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: بیٹھیے جی۔ Advisory Committee میں آج یہ بات ہوئی تھی کہ quorum point out نہیں کیا جائے کیونکہ Advisory Committee members میں گئے ہیں۔ چلیے ہارون صاحب۔

سینیٹر ہارون خان: جناب والا! یہ بل ان ممالک میں آتا ہے جو developed countries ہیں۔ جہاں پر documented economy ہو چکی ہوتی ہیں۔ ہمارا stress اس بل میں، جس کی اشد ضرورت ہے

to keep track of the money used for drug purposes and money used for terrorism purposes.

اس لیے as long as اس کا focus اس پر رہتا ہے۔ We must pass this Bill اور ایک سال کے اندر اندر اس میں improvement لائیں because پاکستان کا interest at stake ہے

we must pass this bill.

Mr. Chairman: Despite the facts it was decided in the Advisory Committee in which Haji Adeel Sahib the parliamentary

leader of the ANP was present that the quorum would not be pointed out because the members have to go and attend the meeting of the Constitution Committee which is very important because they are on the threshold of finalizing the constitutional amendments in the Constitution of Pakistan.

اس بات کا فیصلہ ہوا تھا کہ quorum point out نہیں کیا جائے گا اس کے باوجود بھی اے این پی کے ممبر زاہد خان نے یہ پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کہ کورم پورا نہیں ہے تو Rules کے مطابق we have to take the counting ذرا counting کر لیں۔ سیکرٹری صاحب counting کر کے بتائیے۔ اگر پورا نہیں ہے تو we will have to go according to the Rules.

(ممبران کی گنتی کی گئی)

جناب چیئرمین: کیا پوزیشن ہے۔

(23 اراکین موجود پائے گئے)

Mr. Chairman: The bells may be rung for five minutes.

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب چیئرمین: اچھا پھر سے counting کر لیجیئے۔

The quorum is complete, there are 27 members present. Let us proceed.

سینیٹر وسیم سجاد: میرے خیال میں یہ جو غلط فہمی ہو رہی ہے وہ اس لیے کہ شاید یہ impression لیا جا رہا ہے کہ آج بل پاس ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں حاجی عدیل صاحب کو یہ بات معلوم تھی۔ وسیم سجاد صاحب حاجی عدیل صاحب موجود تھے اور یہی کہا گیا تھا کہ اس کو آج defer کر دیں گے۔ Because some other members have to speak who are in the Constitutional Committee. We defer the bill for further discussion on Monday. Points of order پھر لے لیتے ہیں۔ جی لغاری صاحب سب سے پہلے۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: شکریہ جناب چیئرمین۔ صفدر عباسی صاحب نے ابھی discuss کیا تھا کہ state of anarchy کی طرف حالات جا رہے ہیں۔ کل جنوبی پنجاب کے ایک قصبہ جو میرا آبائی گاؤں چوٹی زیریں کے نام سے جانا جاتا ہے۔ وہاں پر صبح نو بجے کے قریب ایک مذہبی گروہ کے سابقہ لیڈر نے ایک دوسرے مذہبی گروہ کے سابقہ لیڈر اور اس کے بیٹے کو دن دہاڑے اس کی دکان میں گھس کر قتل کر دیا۔ میں اس وقت احسان مند ہوں کہ تسنیم قریشی صاحب واحد منسٹر ہیں جن کا تعلق وزارت داخلہ سے ہے وہ تشریف فرما ہیں۔ یہ صرف ایک قتل نہیں جو فرقہ واریت پر مبنی ہے۔ اس کے فوراً بعد پولیس وہاں پر پہنچی۔ وہ لیڈر باقاعدہ طور پر اپنا پستول اور چھرا لہراتا رہا، پولیس گھبرا گئی کہ شاید اس نے اپنے اوپر کوئی بم لیس کیا ہوا ہے۔ پولیس وہاں سے دم دبا کر بھاگی۔ باقاعدہ طور پر اس قصبے کے مکینوں نے پولیس پر اینٹیں برسائیں کہ کم از کم غیرت کرو اور جا کر اس کو گرفتار کرو۔ پولیس اپنے تھانے میں جا کر مقفل ہو گئی۔ وہ بندہ اسی پستول اور چھرے کو لہراتا ہوا تھانے کی حدود میں خود گھسا اور اپنے آپ کو ان کے سامنے پیش کر دیا۔ اتنا کچھ دیکھ کر پورے قصبے کے چار ہزار مکینوں نے تھانے پر دھاوا بول دیا۔ تھانے میں جتنی نفری موجود تھی انہوں نے ہوائی فائرنگ کی۔ چار ہزار کا جم غفیر تھانے میں گھس گیا، تین موبائل گاڑیوں کو توڑا، وہاں پر توڑ پھوڑ کی اور زبردستی ڈی ایس پی پولیس کی موجودگی میں اپنے ملزم، مجرم کو پکڑ کر باہر لے آئے، گھونسوں لاتوں اور تھپڑوں سے مار مار کر اس کو وہاں پر قتل کر دیا۔ قتل کرنے کے بعد پولیس کی موجودگی میں اس کے پیٹ کا چیرا پھاڑا کیا گیا۔ اس کی آنتیں نکالی گئیں۔ پھر اس کو گھسیٹتے ہوئے، چوٹی زیریں کے چوراہے پر لے آئے، پولیس کی موجودگی میں اس پر تیل چھڑکا اور اس کو اس کو جلا کر راکھ کر دیا گیا۔

یہ دو گروہ اسلام کے، ہمارے دین کے اہم ترین مذہبی گروہ ہیں ۔جنوبی پنجاب پر پہلے ہی طالبانائزیشن کا باقاعدہ طور پر الزام ہے اور اس میں شاید کچھ حقیقت ہو کیونکہ میرا خود جنوبی پنجاب سے تعلق ہے ۔وزیراعلیٰ بار بار کہتے ہیں کہ پنجاب میں کوئی طالبانائزیشن نہیں ہو رہی ، بالکل ہو رہی ہے وزیرستان سے overflow سارا آ کر ہم کو hit کر رہا ہے۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ اس وقت وزیر صاحب موجود ہیں، جہاں پر پولیس کو action لینا چاہیے تھا وہاں پر پولیس بالکل بے بس اور معصوم نظر آتی ہے۔ یہاں پر action نہیں لینا چاہیے جیسے بارہ کھو کے اندر ہوا وہاں پر پولیس گردی نظر آ رہی ہے۔ پورا جو delivery system ہے وہ collapse کر چکا ہے، لوگ اپنے ہاتھ میں قانون نہ لیں تو پھر کیا

کریں؟ میں چاہتاہوں کہ وزیر صاحب اس کا جواب مجھے دیں برائے مہربانی ان کے پاس اگر information ہے تو جواب دیں۔اگر information نہیں ہے تو بتادیں کہ میں لاعلم ہوں شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔موجود ہیں کچھ روشنی ڈالیں گے۔

جناب تسنیم احمد قریشی (وزیر مملکت برائے داخلہ): معزز ممبر نے جو فرمایا ہے تو IG Punjab سے اس کی باقاعدہ رپورٹ لی جائے گی اور بالکل اس چیز کی کسی کو بھی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ مذہب اور مسلک کا سہارا لے کر ایک دوسرے کو قتل کریں اور یہاں ایک بات طالبانائزیشن کے حوالے سے کی گئی ہے اس پر گورنمنٹ کی اور Interior ministry کی بڑی گہری نظر ہے اور انشاء اللہ ان چیزوں کو ہم بالکل آڑے ہاتھوں لیں گے اور کسی کو اس چیز کی اجازت نہیں دی جائے گی کیونکہ ہم اس چیز کے متحمل نہیں ہوسکتے۔

جناب چیئرمین: Monday کو اس کی رپورٹ لے کر بتائیے۔ٹھیک ہے ۔جی، صلاح الدین ڈوگر صاحب موجود ہیں ، موجود نہیں ہیں ۔لشکری رئیسانی صاحب بھی موجود نہیں ہیں ۔پروفیسر ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔شکریہ جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے حکومت کے نوٹس میں بہت ہی الم ناک واقعہ لانا چاہتا ہوں۔ 17 December 2009 کو بیروت کے قریب سمندری طوفان میں ایک جہاز جس کا نام ڈیانہ II تھا غرق ہوا اور اس میں سوات کے کچھ افراد تھے۔وہاں سے سوات میں 16 افراد کی لاشیں پہنچ چکی ہیں جبکہ 14 افراد اب تک لاپتا ہیں اور اب یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ اسرائیل کی حراست میں ہیں ۔آپ کی وساطت سے میں حکومت کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ یہ پاکستان کے national ہیں اور سوات کے باشندے ہیں ان کی رہائی کے لیے بھرپور کوشش کی جائے۔ان کو واپس لانے کے لیے کوشش کی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، صابر علی بلوچ صاحب۔منسٹر صاحب اس کو بھی ذرا نوٹ کر لیجئے۔

سینیٹر صابر علی بلوچ: جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا شکر گزار ہوں ۔میرا point of order national importance کا ہے اور چھوٹے صوبوں کی سکیورٹی سے وابستہ ہے۔ چیف منسٹر پنجاب نے----

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: کورم نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: Count ہوچکا ہے۔ابھی بھی پورا نہیں ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: ابھی آپ چیک کریں۔ کورم نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: ابھی count کرلیتے ہیں۔آپ بیٹھ جائیے۔ پورا ہے۔ بلیدی صاحب آپ کہاں جا رہے ہیں ۔آپ بیٹھیے ۔ آپ نہیں جا سکتے ۔ Please آپ مت جائیے۔آپ کو بیٹھنا پڑے گا. you are part of it

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: آپ وہاں جا کر لوگوں کو تلاش کرتے ہیں ۔ ابھی گنیئے ناں۔

جناب چیئرمین: ابھی گن رہے ہیں ۔آپ بیٹھیے تو سہی ۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صبر بھی کرنا چاہیے ۔ جی آگئے ہیں ۔25 ہیں ۔ بلیدی صاحب آپ بیٹھ جائیے ۔ .Please attend the session Government has spent for you, please sit down. جی بلوچ صاحب۔

سینیٹر صابر علی بلوچ: جناب! میرا point of order national importance اور چھوٹے صوبوں کی سکیورٹی سے وابستہ ہے ۔ چیف منسٹر پنجاب نے ایک statement میں طالبان سے ایک request کی تھی کہ آپ پنجاب میں دہشت گردی نہ کریں ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کہا گیا ہے اور یہ تاثر دیا گیا ہے کہ آپ پنجاب میں واردات نہ کریں بلکہ دوسرے صوبوں میں جا کر جو کرنا ہے وہاں کریں تو اس سے چھوٹے صوبوں سندھ، بلوچستان اور فرنٹیئر کے عوام پریشان ہیں کہ ایک بڑے صوبے کی طرف سے یہ statement جاری کی گئی ہے کہ پنجاب میں واردات نہ کریں اور دوسرے صوبوں میں جو چاہیں آپ کرلیں ۔ تو یہ national importance کا معاملہ ہے ۔ سکیورٹی کا معاملہ ہے اور یہ بڑا گھمبیر مسئلہ ہے ۔ان کے نمائندے اگر بیٹھے ہیں یا منسٹر صاحب یا کوئی صاحب اس کی clarification کرنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے ۔دوسری بات یہ ہے کہ آج ہم سب ڈر رہے ہیں، ہم ایک خوف میں مبتلا ہیں کہ اتنا ذمہ دار اور اتنے بڑے صوبے کا وزیر اعلیٰ علی الاعلان یہ کہتا ہے اور یہ پریس اور ٹیلی ویژن پر آیا ہے ۔اس کا مطلب ہے کہ دہشت گردوں کے ساتھ اس کا کوئی تعلق ہے اور وہ تعلق اس لیے بھی بنتا ہے کہ الیکشن میں سپاہ صحابہ کے candidate کو support کیا ہے ۔جناب

چیئرمین! میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بڑا important issue ہے۔ اس پر بحث ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ غفار قریشی صاحب۔

سینیٹر عبدالغفار قریشی: میرا point of order یہ ہے کہ آج کے اخبار میں ایرانی سفیر کا ایک بیان آیا ہے۔اس میں گورنمنٹ آف پاکستان کو offer دی گئی ہے کہ ایران پاکستان کو 2200 MW 6/7 cent rate پر دینے کے لیے تیار ہیں لیکن گورنمنٹ پاکستان اس سلسلے میں کوئی جواب نہیں دے رہی ۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو ریٹ ہے یہ رینٹل پاور سے half ہے تو میں اس ایوان کے توسط سے درخواست کروں گا کہ جناب! یہ عوام کا خون چوسنے کی بجائے اگر ہمارا پڑوسی اتنی اچھی offer دے رہا ہے اور ہمارے ملک کو ایک بڑے بحران سے نکال رہا ہے تو اس پر گورنمنٹ کن عوامل کے تحت توجہ نہیں دے رہی ہے۔ اس کے پس پردہ کیا وجوہات ہیں۔ پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ بات کرتے ہیں کہ رینٹل پاور کے پیچھے کرپشن کا ایک بہت بڑا پہاڑ کھڑا ہوا ہے، وہ حقائق پر مبنی ہے۔ لہذا آپ کے توسط سے میں درخواست کروں گا کہ اس پر فوری توجہ دی جائے تاکہ اس اہم مسئلے اور بحران سے ہمارا ملک نکل سکے ہے۔ فوری طور پر غور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے۔ اب points of order ختم ہو چکے ہیں۔آپ کا بزنجو صاحب ہے۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب! ہمارے points of order کے قطعی طور پر یہ معنی نہیں ہیں کہ ہم یہاں تقاریر کریں اور چلے جائیں۔اس وقت جس چیز کو ہم point out کر رہے ہیں ۔اس پر سارا ہاؤس بات کر رہا ہے۔ اس وقت کوئٹہ سے لے کر خضدار تک ،اور کوئٹہ سے لے کر لورالائی تک کسی علاقے میں بجلی نہیں ہے ۔یہاں تو لوگ بات کر رہے ہیں کہ پانچ گھنٹے لوڈشیڈنگ یا اٹھارہ گھنٹے لوڈشیڈنگ ہوگی ۔ان چھ اضلاع میں بجلی کا نام و نشان نہیں ہے اور کسی کو پتا نہیں ہے کہ وہاں بجلی کب آئے گی ۔ہمارے منسٹر قریشی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان کے اپنے حلقے اور گاؤں میں بجلی نہیں ہے جس پر عام طور پر ان کو فکر نہیں ہوتی ہے ۔اس وقت صورت حال یہ ہے کہ بلوچستان میں بجلی ہے ہی نہیں ؟ اب نہ آکر کوئی ہمیں جواب دیتا ہے نہ کوئی statement دیتا ہے ۔ بیچارے لوگ

roads پر احتجاج کر کے تھک چکے ہیں - یہ میرا سوال ہے - ہم تقاریر نہیں کرنا چاہتے - ان چیزوں کا کوئی تو علاج نکلے -

دوسری ایک چھوٹی سی request ہے وہ directly being Chairman Senate آپ سے کروں گا جناب ! پسنی fish harbour پچھلے چھ سال سے بند پڑی ہے اور اس میں اتنی مٹی آگئی ہے کہ وہاں کے سارے مچھیرے بھوک سے مر رہے ہیں انہوں نے ایک dragger بھیجا اور ایک سال کام کرنے کے بعد یہ decision آیا کہ یہ dragger اس قابل نہیں ہے - اس میں کوئی دس بیس کروڑ روپے اور خرچ کر دیئے اور وہ مچھیرے بھوک سے مر رہے ہیں تو میری آپ سے گزارش ہو گی کہ آپ ہاؤس کی کمیٹی بنائیں، کچھ کر لیں اس پر تھوڑی سی توجہ دیں تاکہ اس پر کچھ عمل ہو سکے - میری یہ دو requests ہیں - خدارا! ان وزیروں کو بلائیں اور ان کو کہیں کہ ان کا جواب تو دے دیں -

جناب چیئرمین: جی، بخاری صاحب یہ جو حاصل بزنجو صاحب نے raise کیا ہے -

(مداخلت)

جناب چیئرمین: بزنجو صاحب نے جو issues raise کیے ہیں - These are the issues اگر ہم ان کو meet کر سکیں تو ایک خدمت خلق بھی ہو گی -

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: اس پر گزارش یہ ہے کہ instantly جب یہ issue raise ہوتا ہے -

(مداخلت)

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Minister should be in a position to make a reply for that. Procedures and Rules

جو بھی ہیں لیکن certainly میں حاصل بزنجو صاحب سے یہ request کروں گا کہ I can arrange a meeting with the concerned Ministers and they can discuss the issue اور جو solution یہ suggest کرنا چاہتے ہیں، he can do it.

جناب چیئرمین: آپ بزنجو صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اگر یہ issues حل ہو سکتے ہیں تو it will be doing a good job.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Certainly--

Mr. Chairman: I think we should welcome Nawabzada Gazanfar Gul sahib, he has become the Advisor to the Prime Minister for Political Affairs. He is an old Parliamentarian, an old politician. Gul Sahib! Welcome. Yes, Durrani sahib.

سینیٹر محمد علی درانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ غضنفر گل ہمارے بڑے پرانے پارلیمنٹرین بھی ہیں اور سیاسی طور پر ایک متحرک شخصیت ہیں۔

جناب! آج میں جس ایشو پر آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں، وہ انتہائی اہم بھی ہے اور بہت current ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ اس وقت گندم کی فصل پکنے کے قریب ہے آخری پانی گندم کے لیے بہت اہم ہوتا ہے۔ جناب والا! پچھلے سیشن میں آپ نے مہربانی کی تھی اور پانی کے ایشو پر میں نے اپنا پورا مؤقف پیش کیا تھا اور کم و بیش پورے ایوان نے اس کی تائید کی تھی۔ اس کے بعد کا نتیجہ میں جناب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج بھی جنوبی پنجاب کی کم و بیش چودہ نہریں بند ہیں۔ جنوبی پنجاب پچاس فیصد سے زیادہ گندم پورے علاقے کو دیتا ہے، جبکہ تینتیس فیصد علاقے میں چودہ نہریں چل رہی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت اس علاقے میں بیس گھنٹے لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے اور اس علاقے کا زیر زمین پانی کڑوا ہے اور نہریں بند ہیں۔ اس وقت آپ لاہور چلے جائیں یا کسی اور جگہ چلے جائیں، قصور چلے جائیں، فیصل آباد چلے جائیں، گوجرانوالہ چلے جائیں، شیخوپورہ چلے جائیں، تمام نہریں لبالب بہہ رہی ہیں ۱۹۹۱ء کا جو Water Accord ہے، جس کے تحت صوبوں کو ان کا حصہ دے دیا جاتا ہے، وہ پانی صوبوں میں کسی قانون کے تحت تقسیم نہیں ہوتا بلکہ ایک ڈائریکٹر بیٹھا ہوتا ہے جو حکومت کے کسی بھی اہلکار کے کہنے پر پانی ایک جگہ سے کھول دیتا ہے اور دوسری جگہ سے بند کر دیتا ہے۔ میں انڈیا کی مثال دینا چاہوں گا کہ وہ ستلج سے نہریں نکال کر تھرپار کر لے گئے۔ جن علاقوں میں میٹھا پانی تھا، ان کو ان نہروں سے پانی نہیں دیا بلکہ وہاں کے لوگوں کو کہا کہ وہ ٹیوب ویل سے پانی حاصل کریں اور جو ریتلے علاقے تھے، جہاں زیر زمین پانی کڑوا تھا اور جہاں rainfall کم تھی، ان علاقوں کو نہروں سے پانی فراہم کیا گیا۔ اب مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ اگر اس ایشو کو جنوبی پنجاب کے perspective میں، بہاول پور کے perspective میں ہم جب بھی یہاں پیش کرتے ہیں تو یہاں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ تو provincial autonomy کا ایشو ہے۔ اس دن بھی یہی

ایشو تھا- ہمارے ساتھ NFC Award پر بھی یہی ہو رہا ہے کہ NFC Award میں چون ارب روپیہ ہمارا حصہ بنتا ہے، ہمیں پورے سال میں ایک ارب روپیہ نہیں ملتا- اب اس سارے ایشو کو میں بار بار جناب والا! آپ کی خدمت میں اس لیے پیش کرتا ہوں کہ یہ ایوان پورے پاکستان کی نمائندگی کرتا ہے- اگر پاکستان کے کسی علاقے میں آئین کی خلاف ورزی ہو رہی ہے اور تمام شہریوں کو برابر حقوق نہیں دیے جا رہے، کسی علاقے کے ساتھ امتیاز برتا جا رہا ہے تو پھر جناب کیا ہم عدالتوں میں جا کر آواز اٹھائیں یا یہ ایوان یہ چاہتا ہے کہ پانی کے ایشو کو ہم پارلیمنٹ میں discuss کرنے کی بجائے کورٹ میں جا کر discuss کریں- اگر آپ پارلیمنٹ کی supremacy چاہتے ہیں تو آپ کو پارلیمنٹ کو اتنا vibrant بنانا پڑے گا کہ public interest issues پر، خواہ وہ صوبائی سطح پر ہوں یا مرکز کی سطح پر ہوں، ان پر پارلیمنٹ اپنا weightage ڈالے، حق کا ساتھ دے، ورنہ تو یہ irrelevant ہو جائے گی- جناب! اس کی حیثیت ایک debating society کی بھی نہیں رہے گی- پانی کے ایشو پر کیا جنوبی پنجاب کے عوام سڑکیں بند کریں؟ نہروں پر مظاہرے ہو چکے، دریاؤں پر مظاہرے ہو چکے- اب وہاں کے عوام کے لیے اب خود کشی یا خودسوزی کرنے کا عمل باقی رہ گیا ہے- اس لیے جناب والا! میں آپ کے توسط سے کہنا چاہوں گا کہ عوام کو مجبور نہ کریں کہ ان کا منتخب اداروں پر سے اعتماد اٹھ جائے اور وہ کہیں اور جائیں- جنوبی پنجاب میں فوری طور پر نہریں کھولی جائیں اور جن علاقوں میں پانی میٹھا ہے، وہاں کی نہروں کو بند کر کے گندم کی فصل کو بچایا جائے وہاں کے لوگوں کے ساتھ جو دہشت گردی ہو رہی ہے، اس دہشت گردی کو ختم کرایا جائے-

جناب چیئرمین: شکریہ- جی مری صاحب-

سینیٹر میر محبت خان مری: مہربانی جناب! عرض یہ ہے کہ یہاں ہم نہروں کو کھولنے اور بند کرنے کے بارے میں باتیں سنتے ہیں معمولی جلوسوں، مظاہروں کے بارے میں تو ہمارے لیڈر صاحبان باتیں کرتے ہیں لیکن بلوچستان میں گزشتہ دو سال سے خون کی جو نہریں بہہ رہی ہیں، کیا اس پر بھی کسی نے سنجیدگی سے غور کیا ہے؟ یہ میں پوچھنا چاہوں گا- اس وقت وزیر صاحب بھی یہاں تشریف رکھتے ہیں- گزشتہ ہفتے خضدار انجینئرنگ یونیورسٹی میں ہونے والے بم دھماکہ، جس میں ہمارے بچے شہید ہوئے، کے بارے میں ایک وفاقی وزیر کی سربراہی میں بنائی گئی تحقیقاتی کمیٹی وہاں گئی تھی- وہاں اس نے تحقیقاتیں بھی کیں- ہم نے سنا ہے کہ اس نے رپورٹ بھی پیش کر دی ہے- اس رپورٹ

میں کیا تھا؟ اس میں کس کا قصور تھا؟ کیا وزیر صاحب ہمیں یہ بتائیں گے؟ کیا وہ اس رپورٹ کو اس ایوان میں پیش کریں گے؟ یہ ہمارے جیسے لوگوں کے علم میں بھی آنا چاہیے کہ اس میں کس کا قصور تھا۔

جناب والا! اس وقت بلوچستان میں خانہ جنگی کی کیفیت پیدا ہو چکی ہے۔ اگر اسے چھپانے کے لیے میں خاموش بھی ہو جاؤں تو کب تک خاموش رہوں گا؟ ایف سی والے ان کو مار رہے ہیں، وہ ان کو مار رہے ہیں۔ اب خانہ جنگی تک نوبت پہنچ چکی ہے۔ حکومت کا وجود ہے ہی نہیں۔ اللہ بھی تو اوپر بیٹھا ہوا ہے۔ اللہ بھی تو اس کے بارے میں ہم سے پوچھے گا۔ حکومت اس بارے میں کیا کر رہی ہے؟ اس کے بارے میں ہمیں بتایا جائے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں کیوں پیش نہیں کی جاتی؟ ہمیں اس کے بارے میں کیوں نہیں بتایا جاتا؟ دوسرا یہ کہ یہ جو خانہ جنگی ہے۔ قوم پرست کہتے ہیں کہ ہمیں ایف سی مار رہی ہے۔ ایف سی والے کہتے ہیں کہ وہ ہمیں مار رہے ہیں۔ اس میں ہمیں کیا پتا کہ مسئلہ کیا ہے۔ میں نے ایک سال پہلے بھی اس بات کی نشاندہی کی تھی کہ قاتلوں کو اس طرح رہا نہ کریں۔ حکومت نے ان ہی قاتلوں کو رہا کر دیا۔ ظاہر ہے انہوں نے دوبارہ وہی کارروائی کرنی ہے جو وہ کر رہے تھے۔ اس کے نتائج آپ کے سامنے آرہے ہیں۔ ہماری کوئی سنتا نہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ شکریہ مری صاحب۔ جی وزیر صاحب۔

جناب تسنیم احمد قریشی: خضدار یونیورسٹی کے پوائنٹ کو نوٹ کر لیا ہے اور جونہی کوئی انکوائری مکمل ہوتی ہے، اسے ہاؤس میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: صلاح الدین ڈوگر صاحب! کیا آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟ میں نے آپ کا نام پکارا تھا، آپ موجود نہیں تھے۔

سینیٹر ملک صلاح الدین ڈوگر: میرا پوائنٹ آف آرڈر تو وہی تھا جواب ہو چکا ہے۔

جناب چیئرمین: جو ہو چکا ہے۔ جی مشہدی صاحب! آپ کچھ بتا دیجیے last one کے بعد۔ آپ کا last point of order ہے۔ جی۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much sir, very kind of you. Sir, my point of order is regarding the rise and increase in fares which comes from time to time on the public transportation system in Pakistan. Now these rise

of fares, they are coming a lot in the press today and it is a matter of grave concern because of the riots of yesterday in Barakhu and in Islamabad but…

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب! کورم پورا نہیں ہے۔ (کورم کی نشاندہی کرنے کے بعد سینیٹر زاہد خان House سے باہر جانے لگے)

جناب چیئرمین: دیکھ لیتے ہیں۔ بیٹھیے، آپ کہاں جا رہے ہیں۔آپ بیٹھیے۔۔۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: You can't come and interrupt….

Mr. Chairman: You can't come and go like this.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: You can't come and interrupt if you are not present. If you are present, you have to stay here. If you are not present, then you can't come and interrupt me.

سینیٹر محمد زاہد خان: آپ مجھے dictation نہیں دے سکتے۔ Who are you کہ تم مجھے dictation دو؟

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Who are you to interrupt me?

سینیٹر محمد زاہد خان: آپ حکومت کے چمچے ہوں گے۔آپ جانیں اور وہ جانیں۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: چمچہ تو تمہارے جیسا کوئی پیدا نہیں ہوا۔مجھے چمچہ کہہ رہے ہو۔

سینیٹر محمد زاہد خان: آپ کیسے مجھے کہتے ہو کہ آپ بیٹھ جائیں۔ Who are you?

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: تمہارے جیسا چمچہ آج تک پیدا نہیں ہوا۔میرے ساتھ بات کرتا ہے۔

جناب چیئرمین: چلیں ٹھیک ہے۔ مشہدی صاحب، بیٹھ جائیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: بکواس کرتے ہو۔ حکومت کے۔۔۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: بکواس تم کر رہے ہو۔ Don't use this type of language. جس طرح تم بول سکتے، اس طرح میں بھی بول سکتا ہوں۔

Mr. Chairman: The House stands adjourned to meet again on Monday, the 22nd March, 2010 at 04:00 pm.

[The house was then adjourned to meet again on Monday, 22nd March, 2010 at 04:00 pm]